غفّار

گرمیوں کی راجستھان کی جھلستی دوپہر میں کوئی بھی فیلڈ ورک کافی جان لیوا کام تھا اور اُنہیں دنوں، میں راجستھان کے ریتیلے اور پتھریلے علاقے میں زمین کے اندر کے پانی کی تلاش کا سروے کر رہا تھا۔ راجستھان کے زیادہ تر شہروں میں پانی کی زبردست کمی ہے۔ ایک تو ناکافی بارش اور پھر گرمیاں آتے آتے گاؤں وغیرہ کے کنویں سوکھنا شروع ہو جاتے ہیں اور گاؤں کی عورتیں اور بچے سر پر گھڑے رکھے ہوئے میلوں دور پانی کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں لیکن صرف عورتیں اور بچے۔ آج تک کوئی مرد پانی لاتا نہیں نظر آیا۔ ایسے ہی ایک سخت دوپہر میں راجستھان کے ایک گاؤں میں سروے کرنے کے دوران میرے اسسٹنٹ کی طبیعت خراب ہوگئی اور اُس کو میں نے چھٹی دے دی۔ اِس دوپہر میں دوسرا آدمی کہاں سے ڈھونڈتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سروے کے علاوہ مجھے باربرداری کا کام بھی کرنا پڑا۔ جیپ سے بار بار سامان نکال کر سائٹ پر لے جانا پھر ایک ایک سامان اٹھانے اور اریج کرنے کے سلسلہ میں بار بار مشین کے پاس سے اٹھنا پڑ رہا تھا سخت گرمی کی وجہ سے گاؤں کا کوئی آدمی تماشا دیکھنے کی غرض سے بھی میرے پاس نہیں آ رہا تھا کہ ان کو کچھ جستجو ہو کہ دیکھیں یہ ہیٹ وغیرہ لگائے باہر کا آدمی مشین سے کیا دیکھ رہا ہے۔ ایسے میں پتہ نہیں کہاں سے بھٹکتا ہوا ایک بچہ وہاں آ گیا۔ بچہ مشکل سے آٹھ نو سال کا رہا ہوگا پھٹے حال۔ ہاتھ میں جھولا لٹکائے۔ شاید اُس کا بستہ رہا ہو۔ وہ بچہ کچھ دیر مشین کے پاس خاموش کھڑا رہا۔ پھر

اُس نے پوچھ ہی لیا کہ میں اِس مشین سے کیا دیکھ رہا ہوں میں نے اُسے بتایا کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ زمین کے اندر کتنا گہرا پانی ہے۔ کیسا ہے۔ کھارا ہے یا میٹھا ہے۔ اچھا۔ بچے نے ایسے کہا جیسے اُسے مشین کی ساری میکنزم سمجھ میں آ گئی ہو۔ ذرا جیپ میں آگے کی سیٹ پر بیگ رکھا ہے لے آ ؤ۔ میں نے بچے سے کہا۔ بچہ نے پھرتی سے بیگ اٹھا کر میرے پاس لا کر رکھ دیا اور پھر اُسی انداز میں کھڑا ہو گیا جیسے کہ میں اُس سے کچھ اور کام کرنے کے لئے کہوں۔ میں نے اُس بچے کی موجودگی کو غنیمت جانا اور اُس سے چھوٹے موٹے کام جس کے لئے مجھے بار بار مشین کے پاس سے اٹھنا پڑ رہا تھا۔ اُس بچے سے کروانے لگا۔ کبھی اُس سے کسی سامان کو اٹھانے کے لئے کہتا۔ کبھی تار لپیٹنے کو کہتا۔ وہ بچہ سارے کام بڑی مستعدی سے کرتا رہا۔ کافی ذہین نظر آ رہا تھا۔ اُس کے کام کے انداز سے ایسا ہی لگ رہا تھا۔ میں نے اُس بچے کی ہمت کی داد دی کہ اتنی سخت دوپہر میں ایک تو وہاں موجود ہے جب کہ گاؤں کا ہر آدمی اپنے اپنے گھروں میں دُبکا ہوا ہے۔ وہ بچہ بیچ بیچ میں مشین کے بارے میں سوالات کرتا رہا۔ وہ جاننا چاہ رہا تھا کہ میں اُوپر ہی سے زمین کے پانی کے بارے میں کیسے جان لیتا ہوں اُس کے تمام سوالوں سے اندازہ ہوا کہ وہ پڑھنے میں بھی بہت تیز ہوگا۔

ارے تمہارا نام کیا ہے۔ وہ بچہ تقریباً دو گھنٹہ سے میرے کام میں میری مدد کر رہا تھا لیکن میں نے اب تک اُس کا نام ہی نہیں پوچھا تھا۔

غفار۔ بچے نے اپنا نام بتایا۔ میں نے آج تک کسی بھی چھوٹے سے بچے کا نام غفار نہیں سنا تھا البتہ ہمارے محلے میں غفار چچا ضرور تھے جو ہمارے پورے محلے کے چاچا تھے۔

اگر یہاں پانی مل گیا تو یہاں کیا بنے گا۔ کنواں کھدے گا۔ کس کس گاؤں میں پانی جائے گا۔ ٹنکی بنے گی کہ نہیں۔ غفار نے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے۔ وہ پانی کی قلت سے کافی فکر مند نظر آ رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ اپنی عمر کے حساب سے چوتھے یا پانچویں جماعت میں ہوگا لیکن اس کی ذہانت کسی ہائی اسکول کے بچے سے کم نہیں نظر

آ رہی تھی۔

تم کس کلاس میں پڑھتے ہو میں نے غفار سے دریافت کیا اور یہ سن کر مجھے بہت تکلیف ہوئی کہ جب اُس ذہین بچے نے مجھ سے یہ بتایا کہ وہ پڑھتا نہیں ہے۔ بلکہ کسی جگہ نوکری کرتا ہے۔

تو پھر بستہ میں کیا ہے میں اس کا بستہ اٹھا کر معائنہ کرنے لگا۔ بجائے کتاب کاپیوں کے مجھے اُس میں ایک پھٹی پرانی چپل نظر آئی شاید غفار اُسے بنوانے لے جا رہا ہو۔

تم کہاں نوکری کرتے ہو۔ اتنا چھوٹا بچہ اور نوکری مجھے جھرجھری سی آ گئی۔

غفار نے مجھے بتایا کہ وہ ہوٹل میں برتن وغیرہ دھونے کا کام کرتا ہے اور وہی بچہ جو مجھے مستقبل کا ایک بہت بڑا قابل پڑھا لکھا انسان نظر آ رہا تھا میں اب سوچنے لگا کس قدر اندھیرے میں ہے اس کا مستقبل۔ کیسا ہے اس کا باپ جو اُسے بھی پڑھا نہیں سکتا۔ یہاں گاؤں گاؤں میں پرائمری اسکول ہیں۔ پڑھائی مفت ہے کوئی خرچہ نہیں اور اگر ہے تو بہت ہی کم۔ آخر یہاں کے مزدور کسان اور غریب طبقہ کے لوگ بھی اپنے بچوں کو پڑھا رہے ہیں اِس کا باپ اِس کو کیوں نہیں پڑھا رہا ہے صرف اِس لئے کہ یہ ہوٹل میں برتن مانجھ کر دو چار روپے کما کر لاتا ہوگا۔ ذہین بچہ ہے پڑھتا ہوتا تو ضرور ترقی کرتا آخر گاؤں کے پرائمری اسکولوں میں سے بھی ایک سے ایک بڑے قابل لوگ نکلے ہیں۔

کیا کرتے ہیں تمہارے ابا۔ میں نے غفار سے پوچھا اور مجھے یہ سن کر دوسرا دھکا لگا جب غفار نے بڑے بھولے پن سے کہا کہ وہ مر گئے۔ شاید اُسکو معلوم نہیں تھا کہ مرنا کسے کہتے ہیں۔ یا وہ ابھی اتنا نا سمجھ تھا کہ اُسے باپ کی کمی کا احساس ہی نہ رہا ہو۔

کتنے بھائی بہن ہو۔ غفار نے بتایا کہ وہ دو بھائی اور تین بہنیں ہیں تینوں بہنیں غفار سے بڑی تھیں اور بھائی غفار سے چھوٹا تھا غفار آٹھ سال کا چھوٹا سا نا سمجھ بچہ

ہوٹل میں کام کرکے اپنے خاندان کی کفالت کررہا تھا۔ میں غفار کی طرف دیکھنے لگا میں اُس کے چہرے پر کچھ بھی نہیں پڑھ پایا۔ کوئی غم کا نشان نہیں۔ کوئی کرب نہیں۔ غفار کافی چھوٹا تھا جب اس کے والد کا انتقال ہوگیا۔ اُس نے بتایا کہ اُس کو اپنے والد بالکل ہی یاد نہیں۔ غفار جو بہت کمسنی میں یتیم ہوگیا تھا اُسے نہیں معلوم خوشی کیا چیز ہے۔ اطمینان کیا ہوتا ہے۔ اِس لیے اب اُسے کسی بات کا غم نہیں تھا۔ کسی بھی کمی کا کوئی احساس نہیں۔ محنت کرنا۔ مالکوں کی جھڑکیاں سننے کو ہی زندگی سمجھتا تھا۔ وہ بے فکری سے کھڑا تار لپیٹ رہا تھا۔ میرا بھی کام اب تقریباً ختم ہونے والا تھا مجھے آخری ریڈنگ کر لینی تھی میں سوچنے لگا۔ جو میں اپنے اسسٹنٹ کو ۲۰ روپے روز دیتا تھا۔ آج میں غفار کو بھی ۲۰ روپے دوں گا اُس نے بھی تقریباً اتنا ہی کام کیا ہے جتنا کہ اسسٹنٹ کرتا۔ پھر مجھے اپنے اِس خیال پر۔ خود پر غصہ آنے لگا۔ اگر میں اُسکو اس کے کام کی مزدوری دوں گا تو کون سا نیک کام کروں گا یہ تو اس کی مزدوری ہو ہی گئی پھر میں سوچنے لگا نہیں اِس بچے کے لیے کچھ نہ کچھ حل نکالنا ضروری ہے اُس کو اسکول میں جانا چاہیے لیکن اگر یہ اسکول میں پڑھے گا تو اس کے گھر والوں کا کیا ہوگا۔ میں یہی گتھیاں سلجھاتا رہا۔ پھر مشین سے بھی الجھتا رہا تب ہی پاس کی کچی سڑک پر ایک چھوٹی سی بس آکر رکی جس کی چھت پر بھی گاؤں کے دیہاتی بڑی بڑی پگڑیاں باندھے بیٹھے تھے۔ بس سے کچھ مسافر اُترے کچھ چڑھے اور بس چل دی۔ میں نے آخری ریڈنگ نوٹ کرتے وقت غفار کو آواز دی۔ جب کوئی جواب نہیں سننے کو ملا تو میں مشین کے اوپر سے سر اٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ غفار کہیں نہیں تھا ہاں البتہ ایک آدھ مسافر جو بس سے اُترے تھے وہ مشین کے پاس آکر کھڑے ہوگئے۔ ارے یہاں ایک لڑکا تھا وہ کہاں گیا میں نے اُن لوگوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

وہ لڑکا تو بس میں بیٹھ کر چلا گیا اُن میں سے ایک نے جواب دیا۔ ارے بغیر بتائے چلا گیا۔ میں بڑبڑایا۔

وہ تو آپ سے بول کر گیا تھا بابو جی ہماری بس چھوٹنے والی ہے ہم جارہے ہیں۔ اُس آدمی نے کہا۔

ہوسکتا ہو اُس نے کہا ہو میرا دھیان تو مشین کی طرف تھا۔ آپ لوگ اس بچے کو جانتے ہیں کس گاؤں کا ہے میں نے اُن لوگوں سے پوچھا لیکن کوئی بھی غفار کے بارے میں نہیں بتا سکا۔ غفار بنا بتائے چلا گیا اُس کے لیے کچھ کرنا تو دور کی بات تھی میں تو اُس کو اُس کا محنتانہ بھی نہیں دے سکا۔

میں نے اپنا سامان وغیرہ لپیٹا اور جیپ میں آکر بیٹھ گیا اور جیپ اسٹارٹ کر دی۔ وہ میرا فیلڈ کا آخری دن تھا۔ فی الحال مجھے کچھ دن گھر پر رہنا ہے اس کے بعد ایک دوسرے پروجیکٹ پر ایک دوسری جگہ فیلڈ پر جانا ہے میں کرسی پر بیٹھا سروے کی رپورٹیں لکھ رہا ہوں۔ لیکن مجھے بار بار غفار کا خیال آرہا ہے کہ لوکل سروس والی بس کو میں اپنی جیپ سے پکڑ سکتا تھا وہ بس دیو رالا جارہی تھی جو اُس جگہ سے صرف ۱۸ کلومیٹر دور تھا۔ ظاہر ہے اِس بیچ میں زیادہ سے زیادہ ۱۴۔۱۵ گاؤں پڑتے ہیں۔ اُن میں غفار کو تلاش کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا لیکن اُس وقت تو میں نے اس کے بارے میں سوچا ہی نہیں تھا مجھے تو گھر آنے کی جلدی تھی۔

میرا دل غفار کے لئے رو رہا ہے اُس کے خاندان والے جن مشکلات سے دوچار ہیں اُس کا مجھے احساس ہے میں سوچتا ہوں کہ میں اب بھی تو اُس علاقے میں جاکر غفار کو تلاش کرسکتا ہوں لیکن میں نے اگر غفار کو تلاش بھی کرلیا تو میں اس کے لئے کیا کرسکتا ہوں اُسکو اگر میں اُس کے گھر والوں کی اجازت سے لے بھی آیا تو جہاں میرے چار بچے پڑھ رہے ہیں وہ بھی اُن کے ساتھ رہ کر پڑھ لے گا لیکن پھر اس کے خاندان کی کفالت کون کرے گا۔ کم از کم میں غفار کو لے آؤں گا تو مجھے ان کے لئے اتنا تو کرنا ہی چاہیے جتنا غفار کما کر اپنے گھر کے لئے کرتا ہے لیکن کیا میں اتنا کرسکتا ہوں۔ میں یہی سب گتھیاں سلجھا رہا ہوں کہ غفار کا کیا ہوگا۔ اُس جیسے ہزاروں غفار کا کیا ہوگا۔

OOO